رنگِ خیال

محترم قارئین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وزارت مذہبی امور،زکوۃ،عشروواوقاف،صوبہ سندھ کی جانب سے ۱۸ مارچ ۲۰۰۵ء کو گورنر ہاؤس میں ایک صوبائی کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ جسکا عنوان تھا:"فرقہ واریت کا خاتمہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی نیز دہشت گردی کا خاتمہ"۔

کانفرنس میں وزیر اعظم پاکستان جناب شوکت عزیز، گورنر سندھ جناب ڈاکٹر عشرت العباد،وزیر اعلیٰ سندھ جناب ڈاکٹر غلام ارباب رحیم،وفاقی وزیر برائے مذہبی امور جناب اعجاز الحق،وزیر مملکت برائے مذہبی امور جناب ڈاکٹر عامر لیاقت حسین اور صوبائی وزیر برائے مذہبی امور جناب غلام حسین منصور،اسٹیج پر جلوہ افروز تھے۔ اسٹیج کے سامنے،صوبہ سندھ (بشمول کراچی) تقریباً سات آٹھ سو علماء ومشائخ ودیگر معززین شہر شریک تھے۔راقم الحروف بھی اس کانفرنس میں مدعو تھا۔

کانفرنس کے حوالے سے صرف دو باتیں گوش گزار کرنا چاہتا ہوں:

۱) یہ کانفرنس، دعوت نامے کے مطابق ٹھیک ساڑھے نو بجے شروع ہونا تھی، مگر وہ ایک گھنٹہ کی تاخیر سے شروع ہوئی۔ ذرا سوچیے! بروقت پہنچنے والوں نے کیا قصور کیا تھا کہ انہیں ایک گھنٹہ انتظار کرنا پڑا۔ اے کاش! پابندی وقت، ہماری قوم کا مزاج بن جائے۔ کسی بھی پروگرام میں تاخیر یقیناً افسوس ناک بات ہے۔ مگر اس طرح کے خصوصی اجتماعات بھی اگر پابندی اوقات سے "آزاد" ہو جائیں تو بڑے شرم کی بات ہے۔ جس قوم کو ان الصلوۃ کانت علی المومنین کتابا موقوتا یعنی نماز کے اجتماعات اپنے مقررہ اوقات پر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہو، اس قوم کو تو اپنے سارے معاملات میں پابندی اوقات کا خوگر ہونا چاہیے۔ اور صاحبان اولی الامر کو وقت کا زیادہ پابند ہونا چاہیے۔ اسلیے کہ عوام کے لیے قابل تقلید نمونہ ہوتے ہیں۔ الناس علی دین ملوکھم۔

۲) کانفرنس میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے مختلف مکاتب ومذاہب کے مشاہیر کو اکٹھا کیا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ فرقہ ومسلک کے حوالہ سے نام پیدا کرنے والے مذہبی پیشواؤں کو نمائندگی دینے سے فرقہ وارانہ ہم آہنگی بھی پیدا نہیں ہو سکتی۔ بلکہ اسطرح کی نمائندگی تو الٹا اثر دکھاتی ہے۔ یعنی فرقہ واریت کم ہونے کے بجائے مزید بڑھتی ہے۔ ارباب اقتدار، اگر واقعی فرقہ واریت کا (بزعم خویش) خاتمہ چاہتے ہیں تو میری مخلصانہ رائے کے مطابق آئندہ ایسی کانفرنسوں میں علمی وفکری شہرت کے حامل علماء کرام، مشائخ عظام اور دانشوروں کو مدعو کیا جائے تاکہ معاشرہ میں مثبت اور صحت مندانہ روش قائم ہو سکے۔

مدیر اعلیٰ

سیرت طیبہ کی روشنی میں ایک روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرے کی تشکیل وضرورت

ڈاکٹر محمد شکیل اوج

اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ علوم اسلامیہ،جامعہ کراچی

یہ حقیقت ہے کہ جو معاشرہ وحی الٰہی کی روشنی میں تشکیل پاتا ہے۔ وہ ایک روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ ہوتا ہے۔ حضور ختمی مرتبت ﷺ نے اپنے کردار وعمل کے ذریعے اتباع وحی میں بالفعل ایسا ہی معاشرہ تشکیل دیا تھا۔ جو افراط وتفریط میں بٹے ہوئے انسانوں کے لیے انتہائی پرکشش تھا۔ اسلام کی تعلیمات نہ صرف انتہائی سادہ،فطری اور معقول تھیں بلکہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا مظہر بھی تھیں اور آج بھی وہ ان تمام خصوصیات کی حامل ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ دنیا کے کسی بھی مذہب کے پاس ایسی تعلیمات، اسقدر جامعیت اور واضحیت کے ساتھ موجود بھی نہیں ہیں۔ ذیل کے مضمون میں ہم اسی امر کا جائزہ لیں گے کیونکہ ایک روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ کی تشکیل،عصر حاضر کا ایک منہ زور مطالبہ اور شدید تقاضا ہے۔

قرآن مجید نے حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کو اُسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کو ایک رول ماڈل (Role Model) دے دیا گیا ہے۔ اور یہ وہ رول ماڈل ہے، جو قرآن کے عین مطابق ومصداق ہے۔ لیکن جس طرح قرآن، قال ہے، اسی طرح محمد ﷺ